تربیت اولاد میں نبوی اصول

شیخ عبد الرحمن بن عبد الکریم عمری مدنی (حفظہ اللہ وتولاہ)

اولاد کی تربیت والدین کی ذمہ داری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجا لاتے ہیں۔(التحریم آیت 6)

تأمرهم بطاعة الله وتنهاهم عن معصية الله وأن تقوم عليهم بأمر الله وتأمرهم به وتساعدهم عليه فإذا رأيت لله معصية قذعتهم عنها وزجرتهم عنها ... حق المسلم أن يعلم أهله من قرابته وإمائه وعبيده ما فرض الله عليهم وما نهاهم الله عنه. "اللہ کی اطاعت کا انہیں حکم دو اور نافرمانیوں سے روکتے رہو، ان پر اللہ کے حکم قائم رکھو اور انہیں احکام اللہ بجالانے کی تاکید کرتے رہو، نیک کاموں میں ان کی مدد کرو اور برے کاموں پر انہیں ڈانٹو ڈپٹو۔" ... "ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے رشتے، کنبے کے لوگوں کو اور اپنے لونڈی، غلام کو اللہ کے فرمان بجالانے کی اور اس کی نافرمانیوں سے رکنے کی تعلیم دیتا رہے۔"(تفسیر ابن کثیر)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْأَمِيرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ." تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ امیر (حاکم) ہے، مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔(صحیح بخاری 5200)

اولاد نعمت بھی ہے اور آزمائش بھی ہے

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ﴿٤٦﴾

مال واولاد تو دنیا کی ہی زینت ہے، اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے بہت بہتر ہیں۔ (الکہف آیت 46)

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ﴿١٢﴾ اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔ اور تمہیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔ (نوح آیت 10-12)

اولاد کی اللہ کی نعمت ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اس نعمت کو رب سے مانگا ہے۔ بچے مہکتے ہوئے پھول ہیں ان کے بغیر گھر اس چمن کے مانند ہے جس میں پھول ہی نہیں۔ یہ دل کا سکون ہیں، آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، مستقبل کا سہارا ہیں، آخرت کا توشہ ہیں۔

لیکن اس وقت جب ان کی تربیت صحیح اسلامی اور نبوی اصولوں پر ہو۔ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔ (صحیح مسلم 1631)

إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: أَنَّى هَذَا، فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ. آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جائے گا، پھر وہ کہتا ہے کہ میرا درجہ کیسے بلند ہو گیا (حالانکہ ہمیں عمل کا کوئی موقع نہیں رہا) اس کو جواب دیا جائے گا: "تیرے لیے تیری اولاد کے دعا واستغفار کرنے کے سبب سے"۔ (ابن ماجہ 3660) ورنہ یہ دنیا میں بھی اپنے والدین کے لیے آزمائش ہیں اور آخرت میں ان کے تعلق سے سوال ہو گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہنا اور اگر تم معاف کر دو اور در گزر کر جاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔ اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔ (التغابن آیت 14-15)

يقول تعالى مخبرا عن الأزواج والأولاد : إن منهم من هو عدو الزوج والوالد ، بمعنى : أنه يلتهى به عن العمل الصالح "ایسا نہ ہو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیں، اگر ایسا ہو گیا تو تمہیں بڑا گھاٹا رہے گا"۔ "ان سے ہوشیار رہو، اپنے دین کی نگہبانی ان کی ضروریات اور فرمائشات کے پورا کرنے پر مقدم رکھو"۔ (تفسیر ابن کثیر)

يحمل الرجل على قطيعة الرحم أو معصية ربه ، فلا يستطيع الرجل مع حبه إلا أن يطيعه- بیوی بچوں اور مال کی خاطر انسان قطع رحمی کر گزرتا ہے اللہ کی نافرمانی پر تل جاتا ہے ان کی محبت میں پھنس کر احکام اسلامی کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "بعض اہل مکہ اسلام قبول کر چکے تھے مگر زن و فرزند کی محبت نے انہیں ہجرت سے روک دیا، پھر جب اسلام کا خوب افشا ہو گیا، تب یہ لوگ حاضر ہوئے دیکھا کہ ان سے پہلے کے مہاجرین نے بہت کچھ علم دین حاصل کر لیا ہے، اب جی میں آیا کہ اپنے بال بچوں کو سزا دیں جس پر یہ فرمان ہوا کہ «وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّـهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ» [التغابن:14] (جامع الترمذی 3317) یعنی "اب در گزر کرو، آئندہ کے لیے ہوشیار رہو، اللہ تعالیٰ مال و اولاد دے کر انسان کو پرکھ لیتا ہے کہ معصیت میں مبتلا ہونے

والے کون ہیں اور اطاعت گزار کون ہیں؟ اللہ کے پاس جو اجر عظیم ہے تمہیں چاہیئے کہ اس پر نگاہیں رکھو"۔ (تفسیر ابن کثیر)

اولاد کی تربیت میں اسلامی اور نبوی اصولوں کی اہمیت

ایک مسلمان کا یہ عقیدہ اور ایمان ہوتا ہے کہ اسلام کے احکام اور نبی ﷺ کا طریقہ اور اسوہ اس کے لیے سب سے بہتر اور افضل ہے۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿۲۱﴾ یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے (الاحزاب آیت 21)

نبی ﷺ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے: ویقولُ: أَمَّا بَعْدُ؛ فإنَّ خَيْرَ الحَديثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرُ الهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ... حمد وصلاۃ کے بعد، بلاشبہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ یا بہترین ارشاد و رہنمائی محمد ﷺ کا طریقہ (طرز عمل) اور آپ ﷺ کی رہنمائی ہے۔ (صحیح مسلم 867)

تربیت اولاد میں یہ غلطی اور خطا والدین سے آج کل بہت زیادہ ہو رہی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کے معاملہ میں غیر اسلامی اصولوں کی طرف رکھ کر رہے ہیں، حالانکہ نبی ﷺ کا اسوہ آپ ﷺ کا طریقہ تربیت ان کے لیے کافی ہے۔ موٹیویشنل اسپیکرز (Motivational Speakers) کا چلن عام ہوتا جارہا ہے اور امت کتاب و سنت کی تعلیمات اور علماء کرام سے دور ہوتے چلی جارہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین اس بات کو گانٹھ باندھ لیں کہ حقیقی معنوں میں ان کے بچوں کی صحیح تربیت نبوی اصول سے ہی ممکن ہے۔

والدین نیک ہوں تو ان کی نیکی کا اثر اولاد پر ضرور ہوتا ہے

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا **وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا** فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے، **ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا** تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا، یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (الکھف آیت 82)

والدین نیک اور صالح ہوں گے تو اس کا ثمرہ بچوں کو دو شکلوں میں ملے گا، ایک تو یہ کہ اللہ تعالی والدین کی نیکی کا بدلہ اولاد کی حفاظت نیز دنیوی مال ومتاع کی شکل میں انہیں عطا کرے گا۔ دوسرا ثمرہ یہ کہ بچے جو دیکھتے ہیں وہ سیکھتے ہیں۔ اگر والدین نیک ہوں گے تو بچے بھی نیک ہوں گے، والدین کے اخلاق اچھے ہوں گے تو خود بخود ان کا اثر بچوں کے اخلاق میں نظر آئے گا۔۔۔

بچوں کو عقیدہ کی تعلیم دیں

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ (لقمان آیت 13)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ! "إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظْ اللَّهَ يَحْفَظْكَ احْفَظْ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ".

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ نے فرمایا: ”اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں“۔ (جامع الترمذی 2516)

بچوں کو نماز کی تعلیم دی جائے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:" مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ."

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو، اور ان کے سونے کے بستر الگ کر دو“۔ (سنن ابی داود 495)

بچوں کو کھانے پینے کے آداب سکھائیں

عَنِ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ، يَقُولُ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا غُلَامُ، سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ، فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ."

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ

سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔ (صحیح بخاری 5376، صحیح مسلم 2022)

بچوں کو صحابہ کرام سے محبت کرنا سکھائیں

وعن مالك بن أنس رحمه الله: قال: "كان السلف يعلمون أولادهم حب أبي بكر وعمر – رضي الله عنهما – كما يعلمون السورة من القرآن". (شرح السنة للآلكائي 2325)

امام مالک بن انس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سلفِ صالحین اپنے بچوں کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا ویسے ہی سکھاتے تھے جیسے وہ قرآن مجید کی سورت سکھاتے۔

بچوں کو کھیل کود، تیر اندازی اور تیراکی سکھانا

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ، فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ" ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ارْمُوا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ."

یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کا قبیلہ بنو اسلم کے چند لوگوں پر گزر ہوا جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیر اندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ ہاں! تیر اندازی کرو، میں بنی فلاں (ابن الاورع رضی اللہ عنہ) کی طرف ہوں۔ بیان کیا، جب آپ ﷺ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو (مقابلے میں حصہ لینے والے) دوسرے ایک فریق نے ہاتھ روک لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات پیش آئی، تم لوگوں نے تیر اندازی بند کیوں کر دی؟ دوسرے فریق نے عرض کیا جب آپ ﷺ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو

بھلا ہم کس طرح مقابلہ کرسکتے ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا تیر اندازی جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔(صحیح بخاری 2899)

عن جابر بن عبدالله وجابر بن عمير رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ: كلُّ شيءٍ ليس فيه ذِكْرُ اللهِ، فهو [لَغْوٌ] وسَهْوٌ ولَعِبٌ، إلا أَرْبَعَ [خِصالٍ]: ملاعبةُ الرجلِ امرأتَه ، وتأديبُ الرجلِ فَرَسَه ، ومَشْيُه بين الغَرَضَيْنِ ، وتعليمُ الرجلِ السباحةَ.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو وہ عبث اور بے کار اور کھیل تماشہ ہے، مگر چار چیزیں: (1) آدمی کا اپنی عورت سے ہنسی کھیل کرنا، (2) مالک کا کھوڑے کو سدھارنا، (3) دو اہداف کے درمیان چلنا یعنی نشانہ بازی سیکھنا، (4) اور آدمی کا تیراکی سیکھنا۔
(التخريج : أخرجه النسائي في ((السنن الكبرى)) (8940)، والبزار كما في ((مجمع الزوائد)) للهيثمي (272/5)، والطبراني (193/2) (1785) باختلاف يسير، وصحح إسناده الشيخ الألباني في كتاب آداب الزفاف 205)

والدین کی دعائیں بچوں کے لیے

والدین ہمیشہ اپنے بچوں کے لیے نیک وصالح دعائیں کرتے ہیں یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور نیک لوگوں کا وطیرہ ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿٤٠﴾ اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔(ابراھیم آیت 40)

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔(الفرقان آیت 74)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ."

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین دعائیں ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، والد (اور والدہ) کی دعا اپنی اولاد کے حق میں"۔ (ابن ماجہ 3862)

والدین کبھی بچوں سے ناراض ہو جاتے ہیں اور انہیں بددعا دیتے ہیں ایسا کرنے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے: جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً، يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ، فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ. اپنے آپ کو بددعا نہ دو نہ اپنی اولاد کو بددعا دو نہ اپنے مال مویشی کو بددعا دو اللہ کی طرف سے گھڑی کی موافقت نہ کرو جس میں (جو) کچھ مانگا جاتا ہے وہ تمھیں عطا کر دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم 3009)

حلال کمائی کا اثر بچوں کی تربیت میں

والدین حلال و حرام کی فکر کیے بغیر اپنی اولاد کے لیے دنیا کی ہر چیز مہیہ کرنا چاہتے ہیں، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جتنا زیادہ اولاد کے لیے دنیوی ساز و سامان فراہم کر دوگے اتنا ہی چین و سکون سے وہ زندگی گزاریں گے۔

بچے کوئی چیز مانگے اور والدین اسے نہ دے سکیں تو والدین کے دل پر جو گزرتی ہے اس کا احساس انہی کو ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ حلال و حرام کی تمیز کے بغیر اولاد کے لیے بس کماتے چلے جائیں اور اپنی آخرت اور ان کی تربیت کی کچھ بھی فکر نہ کریں۔

حرام کمائی کما کر بچوں کی تربیت کرنے سے والدین کو جو نقصان ہو رہا ہے اس کا انہیں حقیقی علم نہیں ہے۔ حرام کمائی کا کیا گناہ ہے اور اس کے اثرات زندگی پر کیا کچھ مرتب ہوتے ہیں یہ ایک الگ موضوع ہے ہم یہاں صرف بچوں کی تربیت کے حوالے سے تین باتیں ذکر کرنا چاہیں گے جن پر والدین کو غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

اجر سے محرومی: بیوی بچوں کے لیے کمانا یہ باعث اجر وثواب ہے، اگر احتساب کی نیت سے بیوی بچوں پر خرچ کیا جائے تو یقینا اس میں بھی اللہ تعالی نے بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ لیکن جو انسان حرام کمائی کماتا ہے وہ اس اجر سے محروم رہے گا اس لیے کہ اس کی کمائی حرام ذریعہ سے کمائی گئی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ" . "ایک دینار وہ ہے جسے تونے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے ایک دینار وہ ہے جسے تونے گردن کی آزادی کے لیے خرچ کیا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جس نے مسکین پر صدقہ کیا ہے اور ایک دینار وہ جسے تونے اپنے اہل پر صرف کیا ہے۔ ان سب سے زیادہ اجر تمھیں اس دینار پر ملے گا جسے تونے اپنے اہل پر خرچ کیا ہے۔"(صحیح مسلم 995)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ:" إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً" . "مسلمان اگر اپنے اہل پر بھی ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو یہ اس کا صدقہ ہے۔"(صحیح مسلم 1002)

کمانے والا گناہ گار ہوگا: بچے تو معصوم ہیں انہیں اس کا علم نہیں اور نہ ہی وہ کچھ کر سکتے ہیں تو ایسی صورت میں حرام کمائی کا جو گناہ ہے وہ صرف اور صرف والد کو ہو گا بچوں کو نہیں۔

قال الشيخ العثيمين رحمه الله: الرجل إذا اكتسب مالاً حراماً لم يبارك الله له فيه، وإن تصدق به لم يقبله الله منه، وإن خلَّفه بعده كان عليه غُرمه ولورثته من بعده غُنمه. آدمی جب حرام طریقہ سے مال کماتا ہے تو اللہ تعالی اس مال میں اس کے لیے برکت نہیں دیگا، اور اگر وہ صدقہ وخیرات کرے تو اس سے قبول نہیں فرمائے گا نیز اگر وہ اپنی آل اولاد کے لیے مال چھوڑ کر جائے تو آدمی پر اس کا گناہ ہو گا جبکہ ورثہ کو اس کا فائدہ ملے گا۔(یعنی ورثہ کو اس کا گناہ نہیں ملے گا)۔ (فتاوى إسلامية: 4 / 311)

بیوی کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر مکمل کمائی شوہر کی حرام ذریعہ سے ہوتی ہے تو وہ شوہر کو نصیحت کرے اور اگر شوہر باز نہ آئے تو بیوی کو طلاق کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ اور اگر کمائی مختلط (mix) ہے یعنی حلال کمائی میں حرام کمائی کی آمیزش ہے تو ایسی صورت میں معاملہ پہلی حالت سے تھوڑا آسان ہو گا یعنی وہ شوہر کو نصیحت کرے گی البتہ طلاق کا مطالبہ ضروری نہیں ہو گا اس لیے کہ حلال کمائی کا جو حصہ وہ کما رہا ہے اسی سے بیوی کا خرچ پورا ہو جائے گا۔

تربیت پر اثر: حرام کمائی کے سبب دعائیں اور اعمال قابل قبول نہیں ہیں لہذا اگر وہ دعا رکرتا ہے بچے نیک بنیں تو اس کی دعائیں کیسے قبول ہو گیں؟

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی مثال: عاصم بن عمر سے ام عمارۃ بنت سفیان کی شادی، ان سے جو بیٹی ام عاصم ہے اس کا نکاح عبد العزیز بن مروان سے ہوا اسی سے عمر بن عبد العزیز پیدا ہوئے۔

دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا (ام عمارۃ بنت سفیان) /// عبد العزیز بن مروان نے 400 دینار کسب حلال سے نکال کر شادی کی تو ظاہر ہے اس کا اچھا اثر عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی شخصیت میں ضرور دیکھا جا سکتا ہے۔

* اکثر ایسا ہوتا ہے کہ والد حرام کمائی سے جائداد لیکر تو دے دی اب وہی جائداد کے لیے بچے ایک دوسرے کا گریبان پکڑے ہوئے ہیں، اولاد سے جو سکون ملنا تھا وہ یہاں کیسے ملے گا۔

*وقال الفضيل بن عياض: إني لأعصي الله فأعرف ذلك من خلق حماري وخادمي. فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کا اثر میں اپنے گدھے اور اپنے خادم پر دیکھتا ہوں یعنی ان کی نافرمانی کی شکل میں مجھے اپنے گناہوں کی سزا ملتی ہے۔ (ابن کثیر نے البدایۃ والنہایہ میں ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اسے ذکر کیا ہے)

ایک حدیث کا غلط مفہوم *أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ. اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ (صحیح بخاری

5668)اس حدیث کا پس منظر وصیت کا معاملہ ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک بیٹی تھی وہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وصیت کرنا چاہ رہے تھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں یہ بتایا کہ ثلث (1/3) مال میں وصیت جائز ہے وہ بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان کی کہ تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ جیسے چاہو ویسے مال کماؤ اور جائداد بنا کر جاؤ۔

مال کی کثرت نہیں مال میں برکت ہونی چاہیے: مقاتل بن سلیمان خلیفہ ابو جعفر المنصور کے پاس آئے جس دن وہ خلیفہ منتخب ہوئے تو ابو جعفر المنصور نے مقاتل بن سلیمان کو نصیحت کرنے کے لیے کہا۔

مقاتل بن سلیمان نے کہا کہ کیا میں ایسے واقعہ سے آپ کو نصیحت کروں جسے میں نے دیکھا ہے یا پھر ایسی بات سے نصیحت کروں جسے میں نے سنا ہے۔

ابو جعفر المنصور نے کہا کہ جسے آپ نے دیکھا ہے اس بات سے نصیحت فرمایئے۔

مقاتل بن سلیمان نے کہا اے امیر المؤمنین! عمر بن عبد العزیز کی 11 اولاد تھی اور انہوں نے ترکہ میں 18 دینار چھوڑا۔ 5 دینار میں کفن کا انتظام ہوتا تو 4 دینار قبر کے لیے خرچ ہوئے۔ بقیہ 9 دینار ان کی اولاد میں تقسیم کر دیے گئے۔

ہشام بن عبد الملک کی بھی 11 اولاد تھی اور ان کی وفات کے بعد ان کی ہر اولاد کو 10 لاکھ دینار ورثہ میں ملا۔

اے امیر المؤمنین! میں نے ایک دن عمر بن عبد العزیز کے ایک بیٹے کو دیکھا وہ اللہ کی راہ میں 100 گھوڑے صدقہ کر رہا تھا جبکہ اسی دن میں نے ہشام بن عبد الملک کے ایک بیٹے کو بازار میں مانگتا ہوا دیکھا۔ سبحان اللہ

دخل "مقاتل بن سليمان" رحمه الله ، على "المنصور" رحمه الله ، يوم بُويعَ بالخلافة، فقال له "المنصور" عِظني يا "مقاتل! ". فقال: أعظُك بما رأيت أم بما سمعت؟. قال: بل بما رأيت.

قال: يا أمير المؤمنين ! إن عمر بن عبد العزيز أنجب أحد عشر ولداً وترك ثمانية عشر ديناراً ، كُفّنَ بخمسة دنانير ، واشتُريَ له قبر بأربعة دنانير ووزّع الباقي على أبنائه. وهشام بن عبد الملك أنجب أحد عشر ولداً ، وكان نصيب كلّ ولدٍ من التركة الف الف دينار.(اي مليون) والله... يا أمير المؤمنين : لقد رأيت في يومٍ واحدٍ أحد أبناء عمر بن عبد العزيز يتصدق بمائة فرس للجهاد في سبيل الله ، وأحد أبناء هشام يتسول في الأسواق. (تاريخ دمشق)

ہم بستری سے قبل دعا

اولاد کو نیک بنانے میں جہاں والدین کی اور دعائیں کام آتی ہیں وہیں پر والدین کو چاہیے کہ جب وہ آپس میں ملیں (مجامعت کے لیے) تو اس نبوی دعا کا اہتمام کریں اس سے ملنے والی اولاد شیطان کے شر سے محفوظ رہتی ہے۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:" أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ: بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبْ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا." کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہمبستری کے لیے جب آئے تو یہ دعا پڑھے « بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبْ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا » یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ! شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو (اولاد) ہمیں تو عطا کرے۔ پھر اس عرصہ میں ان کے لیے کوئی اولاد نصیب ہو تو اسے شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔(صحیح بخاری 5165)

خاوند بیوی کے تعلقات کا مقصد محض صنفی لذت کا حصول نہیں بلکہ نیک اولاد کا حصول بھی ایک اہم مقصد ہے۔

اس سے بچے کی کلی عصمت مراد نہیں بلکہ یہ ہے کہ شیطان اس کو دین کے معاملے میں فتنے میں نہیں ڈال سکے گا کہ کفر تک پہنچا دے۔ یا شیطان اس پر مکمل مسلط نہیں گا۔

اس دعا کا یہ فائدہ ہے کہ اس کی برکت سے خلوت کا وقت شیطان دور رہتا ہے، لہٰذا اولاد میں شیطان سے متاثر ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے اور بعض خاص بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

یہ دعا کون پڑھے صرف شوہر یا بیوی بھی؟ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر پڑھے۔ نیز امام بخاری نے اس سے مسئلہ نکالتے ہوئے باب باندھا کہ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ: **باب:** جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے کون سی دعا پڑھنی چاہیئے۔ تو معلوم ہوا کہ اس دعا کا اہتمام شوہر کو کرنا چاہیے۔

بچوں کی حافظت کے لیے دعا

بچوں کو روزانہ اس دعا کے ذریعہ اللہ کی حافظت میں دیں: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ". نبی کریم ﷺ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے بزرگ دادا (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام کے لیے مانگا کرتے تھے۔ «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ» ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔“ (صحیح بخاری 3371)

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ- (ابو داود 4737)

بچوں میں عدل وانصاف

والدین کو بچوں کے درمیان عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ:" أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً، فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا، قَالَ: لَا، قَالَ: فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، قَالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ." نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا، تو عمرہ بنت

رواحہ رضی اللہ عنہا(نعمان کی والدہ)نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ (حاضر خدمت ہو کر)انہوں نے عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔(صحیح بخاری 2587)

ثُمَّ قَالَ: أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَلَا إِذًا ". فرمایا: کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ سب تمہارے ساتھ نیکی(حسنِ سلوک) کرنے میں برابر ہوں؟" انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: تو پھر (تم بھی ایسا)نہ کرو۔(صحیح مسلم 1623)

نفقہ حسب حاجت اور ضرورت ہو گا، البتہ ہدیہ یہ نفقہ سے زائد از چیز ہے تو اس میں برابری ضروری ہے۔یعنی اگر ایک بچہ بیمار ہے تو یقینا اس پر خرچ زیادہ ہو گا، اس معاملہ میں ضروری نہیں کے تمام بچوں کی صحت پر ایک طرح کی رقم خرچ ہو۔

اسکول کے تعلق سے چند نصیحتیں:

- اسکول کا مقصد تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ہونا چاہیے۔
- اساتذہ بااخلاق ہونے چاہیے، بچے اپنے اساتذہ سے ہی سیکھتے ہیں۔
- فرائض کے لیے وقت (نماز) دیا جائے نیز اسکول میں منکرات نہ ہوں(میوزک وغیرہ) اور نہ ہی شرکیات (اسیمبلی میں شرکیہ باتیں نہ پڑھی جائیں) اسی طرح اسکول میں اختلاط مرد وزن، میوزک، بے حیاء یونیفارم وغیرہ نہ ہو۔

10 سال کی عمر میں بچوں کا بستر الگ کرنا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ." "جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو، اور ان کے سونے کے بستر الگ کر دو"۔(ابو داود 495)

اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دیئے جائیں، چاہے وہ حقیقی بھائی ہوں یا بہنیں، یا بھائی بہن ملے جلے۔ اس حکم شریعت کی حکمت ۔۔۔ واللہ اعلم ۔۔ یہ ہو سکتی ہے کہ شعور کی ابتدائی عمر ہی سے بچوں کو ایسی مجلس و محفل سے دور کر دیا جائے۔ جس سے ان کے خیالات اور عادات و اطوار کے بگڑنے اور پراگندہ ہونے کا خطرہ ہو۔ گویا کہ یہ نبوی حکم منکرات کے اثر سے بچنے اور اولاد کو بچانے کا بہترین ذریعہ ہے

بچوں کو حافظ کیسے بنائیں؟

بچوں کا حافظ بنانے کے دو راستے ہیں۔ ایک یہ کہ صرف حفظ کی تعلیم کے لیے بچے کو تحفیظ کے مدرسہ میں داخل کرنا جہاں پر وہ تین سے چار سال میں بہترین حافظ بن جائے۔ یا دوسرا راستہ یہ کہ اسکول کی تعلیم کے ساتھ حفظ کو جاری رکھنا۔ بعض مدارس کے یہاں یہ نظم ہے کہ بچہ حفظ قرآن کے ساتھ اپنی عصری تعلیم بھی جاری رکھ سکتا ہے، اہم مادّے اسے پڑھائے جاتے ہیں جیسے انگریزی، سائنس، ریاضی وغیرہ۔ اس سلسلہ میں بچہ کی صلاحیت اور اس کے ذہن و دماغ کی استعداد پر مکمل انحصار ہے۔ اگر بچہ دونوں ہی تعلیم کو لیکر کر چل سکتا ہے تو خیر علی خیر ہے ورنہ صرف ایک تعلیم اچھے انداز میں حاصل کرنا زیادہ ضروری ہے۔

اولاد کی تعلیم کے سلسلہ میں والدین کو بھی محنت کرنا ہو گا ساری ذمہ داری صرف اساتذہ پر نہیں ڈالی جا سکتی والدین بچے کو گھر میں اچھا ماحول فراہم کریں تاکہ بچہ اسکول / مدرسہ سے آکر گھر میں حفظ کر سکے، اسی طرح چھٹی مارنے کے سلسلہ میں محتاط ہونے کی ضرورت ہے صرف وقت ضرورت ہی چھٹی لی جائے ورنہ تعلیم پر اثر ہو گا۔

مکتب کی تعلیم کی اہمیت

ہمیں آج جو سورتیں، دعائیں اور آداب یاد ہیں وہ انہی مکتب کی تعلیم کی دین ہیں، اس سے مکتب کی تعلیم کی اہمیت کیا ہے اس کا ہمیں اندازہ ہو گا۔ مکتب میں قرآن کی تلاوت تجوید کے ساتھ، چھوٹی سورتیں نماز میں پڑھنے کی اسی طرح حدیثیں، دعائیں اور آداب پڑھانے کا اہتمام کیا جائے۔ خاص طور پر وہ بچہ جو اسلامی اسکول نہیں جاتے ہیں ان کے لیے مکتب کی تعلیم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

تربیت اولاد میں نیک صحبت کی اہمیت

تربیت کا پہلا عنصر والدین ہیں دوسرا اسکول / مدرسہ تیسرا اہم عنصر ماحول ہے لہذا بچوں کی اچھی تربیت کے لیے جہاں والدین کا نیک ہونا، اسکول / مدرسہ کا اچھا ہونا ضروری ہے وہیں پر اچھے ماحول کی اشد ضرورت ہے ورنہ والدین کی تربیت اور اساتذہ کی محنت ضائع ہو جائے گی۔ عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،" أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ." "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے"۔ (ابو داود 4833)

موبائل آج دوست کی جگہ لے لیا ہے تو وہاں بھی والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچہ کیا کچھ دیکھ رہا ہے اس کی نگرانی کریں۔

بچوں کو نیک صحبت میں رکھنے کی ذمہ داری کا مرحلہ کب تک ہے اس سلسلہ میں علماء نے کہا کہ جب تک ان کی شادیاں نہ ہو جائیں والدین ان کی نگرانی کریں۔ اور پھر اپنی اولاد کے لیے نیک جوڑے تلاش کرنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ لہذا لڑکا ہے تو نیک لڑکی کا انتخاب ہونا چاہیے اور لڑکی ہے تو نیک و باخلاق لڑکے کا انتخاب کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔